سر ظفر اللہ نے قائد اعظم کو کافر سمجھ کر اُن کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھی تھی

(مرزائیوں کے ترجمان ہفت روزہ مہارت (لاہور) کے دجل و تلبیس کا مسکت جواب)

ہفت روزہ "مہارت" کا شمارہ نمبر ۱،۳ ج ۲ ہمارے سامنے ہے اس رسالہ کا بنظر غائر مطالعہ کیا اس کے مندرجات کو بڑا جانچا، سوچا، پڑھا اور پرکھا، اس کے لب و لہجہ کی داد دینی پڑتی ہے۔ کہ نہایت مہارت سے رسالہ کے کاربردازوں نے یہ لب و لہجہ اختیار کیا ہے، یہ مہارت اور "مہورت" لکھاریوں کی کامیابی کی علامت ہے۔ رسالہ کا گیٹ اپ بھی مہارت کا غماز ہے۔ مہارت دیکھ کر بے اختیار یہ بات کہنے کو دل چاہتا ہے کہ "الفضل" ربوہ کے زیر سایہ پلنے والے اور ہفت روزہ "لاہور" کا زیرہ چبانے والے لوگ جعلی نبوت چلانے میں تو کامیاب ہو ہی گئے اب خیر سے صحافت ہانکنے میں بھی استارو ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ اس دور میں اگر مولانا چراغ حسن حسرت مرحوم زندہ ہوتے تو وہ بھی ان کی صحافت میں مہارت کی داد دیتے۔

یہ دور نفسیاتی، عصبی، اور سرد جنگ کا زمانہ ہے اور مزید یہ کہ ڈس انفارمیشن، جنگ کی ان قسموں میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ جنگ میں ہر حربہ استعمال کیا جا سکتا ہے اور ہوتا ہے۔ جدید جنگی چالوں میں "کیموفلاج" کرنا یا ہونا بہت ضروری ہے میں داد دیتا ہوں "مہارت" کے کارندوں کی مہارت کی کہ انہوں نے خوب کیموفلاج ہو کر بڑی مہارت اور چابکدستی سے صحافت و جعلی نبوت کے کاروبار کو چلایا اور قافیہ و ردیف کو ملایا۔ گویا دام ہمرنگ زمیں ہے جو سادہ مسلمانوں کی گرفتاری کو بہت "سہل و ممتنع" بنا دیگا۔

شیخ عبدالماجد صاحب نے مضمون نویسی میں اپنے بزرگ مرزا غلام احمد قادیانی کی مکمل اتباع کی ہے مرزا صاحب نے جس طرح اپنے وجود کو پہلے "مریم" کہا پھر خود ہی مریم سے جنم لیا، پھر ایسا جادو جگایا کہ مسیح ابن مریم بن گئے اور پھر ان کے ذہن رسا نے ایسا کمال دکھایا کہ مسیح موعود کی اصطلاح تراشی اور پھر یہ اصطلاح اپنے منصب پر خود فٹ بھی کر لی۔ واہ واہ! مہارت ہو تو ایسی ہو۔ سر ظفر اللہ خان کے قائد اعظم کا جنازہ نہ پڑھنے کی جو توجیہہ شیخ عبدالماجد صاحب نے کی وہ ایسی ہی ایک تاویل ہے۔ اور تاویل کے مرزائی بادشاہ ہیں اس میں انہیں مہارت حاصل ہے کہ انہیں بغیر کسی مداخلت کے فنکار یا استارو کہا جا سکتا ہے۔

تحریک پاکستان کے رہنما مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے مرزائیوں کے کفر و ارتداد کا فتویٰ تو بہت بعد میں دیا ہوگا۔ مگر غلام احمد قادیانی صاحب تو بہت پہلے تمام مسلمانوں کو جنگل کا سور قرار دے چکے ہیں جو اخلاق کا بہت اعلیٰ اور عمدہ نمونہ ہے ملاحظہ فرمائیے مرزا صاحب کہتے ہیں۔

ان العدیٰ صاروا خنا زیر الفلا
ونساؤ ھم من دونھن الاکلب

ترجمہ۔ تحقیق دشمن سب کے سب جنگل کے سور ہیں اور ان کی عورتیں کتیاں ہیں۔ (نجم الھدیٰ ص ۱۵)
(توبہ توبہ ہزار بار توبہ)

کوئی شریف آدمی یہ زبان اور لب و لہجہ اختیار نہیں کر سکتا مگر یہ اس آدمی کی زبان ہے جو مسیح موعود اور نبی ہونے کا مُدعی ہے جس کے پیروکار شیخ عبدالماجد اینڈ کمپنی اسے اپنا بزرگ اور نبی تسلیم کرتے ہیں اور اسکے کلام کو وحیِ الٰہی کہتے ہیں توبہ توبہ!!!

مرزا غلام احمد مزید درفشانی کرتے ہیں۔

جو لوگ انسانوں میں سے شیطان ہیں وہ نہیں مانتے (چشمہ معرفت مرزا غلام احمد ص ۳۳۲)

یہ ہے مرزا صاحب کا فتویٰ اور ویا کھیان

اب شیخ عبدالماجد اور دوسرے مہارت والے فرمائیں کہ ظفر اللہ خاں نے قائداعظم کا جنازہ نہ پڑھ کر کس کی بات مانی ہے؟ غلام احمد کی یا کسی اور کی۔ حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمتہ اللہ علیہ کے فتویٰ نے ظفر اللہ کو جنازہ پڑھنے سے روکا یا غلام احمد قادیانی کے الہام بے لگام نے؟

شیخ عبدالماجد نے اپنے مضمون میں سر ظفر اللہ کے عدالتی بیان کے وہ جملے بھی بطور حوالہ نقل کیے ہیں جو انہوں نے جسٹس منیر کی تحقیقاتی عدالت (۱۹۵۴ء) میں اسی سوال کے جواب میں کہے تھے کہ

"نماز جنازہ کے امام مولانا شبیر احمد عثمانی، احمدیوں کو کافر، مرتد اور واجب القتل قرار دے چکے تھے۔ اس لئے میں اس جنازہ میں شرکت کرنے کا فیصلہ نہ کر سکا جس کی امامت مولانا کر رہے تھے"

شیخ عبدالماجد کو ظفر اللہ خان کا عدالتی بیان تو یاد رہا مگر وہ جملے عمداً یاد نہ رہے جو ظفر اللہ خان نے ایک صحافی کے اسی سوال کے جواب میں قائداعظم کی نماز جنازہ کے موقع پر کہے تھے۔

"آپ مجھے کافر سمجھ لیجئے یا نہیں"

یہ عجیب دھوکہ ہے کہ مسلمانوں کی طرف سے قادیانیوں پر کفر کے فتویٰ کو جواز بنا کر جنازہ نہ پڑھنے کی دلیل قائم کیجا رہی ہے جب کہ حقیقت یہ ہے کہ قادیانی خود اُمت مُسلمہ سے علیحدہ ہوئے اور قادیانیت کے بانی مرزا غلام احمد نے تاریخ میں پہلی مرتبہ پوری اُمت مُسلمہ کو کافر قرار دیا۔ اور اسے نبی نہ ماننے والوں کو ننگی اور گندی گالیاں دیں۔ خود مرزا صاحب نے اپنے پیروکاروں کو مسلمانوں کے جنازوں میں شریک ہونے سے منع کیا۔ اس سب کچھ کے باوجود آخر مرزائی اپنے آپ کو مسلمانوں میں شمار کرنے پر مُصر کیوں ہیں؟ بات سیدھی ہے کہ ظفر اللہ خان نے اپنے عقیدے کے مطابق قائداعظم کو کافر سمجھ کر ان کی نماز جنازہ میں شرکت نہیں کی۔ اس کے لئے علامہ شبیر احمد عثمانی رحمتہ اللہ علیہ کے وجود اور ان کے فتویٰ کو جواز بنانا سراسر دھوکہ، کذب اور حقائق مسخ کرنے کے مترادف ہے۔ ہمیں جنازہ نہ پڑھنے پر کوئی اعتراض نہیں بلکہ اس بھونڈی دلیل پر ہے جو اس کے جواز میں تراشی گئی۔ یوں مظلومیت کا ڈھنڈورہ پیٹنے سے نہ تو حقائق چھپائے جا سکتے ہیں اور نہ ہی تاریخ کو جھٹلایا جا سکتا ہے۔

دیتے ہیں دھوکہ یہ بازی گر کھلا